

فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کے ثمن کا مطالبہ کیا تو یہ اس کی جانب سے بیع کو جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ جیسا کہ کنز الدقائق کے حاشیہ میں موجود ہے۔

”يَجِيزُهُ دَلَالَةٌ بِأَنَّ قَبْضَ الثَّمَنِ مِنْ مُشْتَرِيهِ أَوْ طَلَبَهُ أَوْ وَهَبَهُ مِنَ الْمُشْتَرِي أَوْ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهِ“ (کنز الدقائق، ص ۲۵۲)

(مالک فضولی کی بیع کو دلالتہ جائز قرار دے سکتا ہے اس طرح کہ مشتری سے ثمن پر خود قبضہ کرے یا اس سے ثمن کا مطالبہ کرے یا مشتری کو ثمن بہہ کر دے یا اسے بطور صدقہ دے دے)۔

اگر اس کے بعد مالک نے صراحتہً بھی بیع کو رد کر دیا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ کیونکہ دلالت پر عمل ہو جانے کے بعد صریح کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (ہکذائی در مختار)

قاعدہ نمبر ۵:

”إِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوعُ“

(جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس لوٹ آتا ہے)۔

یعنی جب کسی مانع کے سبب کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے۔

مثالیں:

۱- واہب (بہہ کرنے والا) اگر اپنے بہہ سے رجوع کرنا چاہے تو اسے اختیار ہوتا ہے مگر جب موہوب لڑموہوبہ شے میں اپنی جانب سے کسی شے کا اضافہ کر دے تو واہب کے لئے رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ گویا موہوب لہ کی طرف سے ہونے والا اضافہ واہب کے حق رجوع کے لئے مانع ہے۔ مگر جب یہ مانع زائل ہو جائے گا تو واہب کا حق رجوع بھی لوٹ آئے گا۔

کیونکہ مانع زائل ہونے سے ممنوع کا سابقہ حکم واپس لوٹ آتا ہے۔

۲- ایسا عیب جو بائع کے پاس بیع میں موجود ہو مگر عقد بیع کے وقت وہ اس کا ذکر نہ کرے تو اس پر مطلع ہونے کے بعد مشتری کو بیع واپس لوٹانے کا اختیار ہے۔ مگر جب مشتری کے پاس پہنچنے کے بعد اس میں ایک نیا عیب پیدا ہو جائے تو پھر مشتری کا اختیار عیب ساقط ہو جاتا ہے اور نئے

- دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا، اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پر مجبور کیا جائیگا۔
- ۲۔ اگر دائن (قرض خواہ) نے مدیون (مقروض) کو دین (قرض) سے بری کر دیا تو مدیون کے ذمہ سے اس کا قرض ساقط ہو جائے گا۔ لہذا اس کے بعد دائن کی جانب سے طلب قرض کا کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔ اگرچہ مدیون نے برآء کے بعد بھی قرض کا اقرار کیا ہو۔ کیونکہ دین ایک وصف ہے جو ساقط ہو جانے کے بعد اقرار کے ساتھ بھی واپس نہیں آتا۔ ہاں اگر اس کا اقرار کسی خاص اور متعین شے کے بارے میں ہو تو وہ قابل تسلیم ہوگا، اور وہ شے مقررہ (جس کیلئے اقرار کیا گیا) کو لوٹانا ضروری ہوگا کیونکہ اس میں تجدید ملکیت کا امکان ہے۔
- ۳۔ اگر کسی واقعہ میں خاص علت کی بناء پر کسی کی شہادت رد کر دی گئی تو وہ علت زائل ہونے کے بعد دوبارہ اسی واقعہ میں اس کی شہادت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ مثلاً فسق و فجور کے سبب کسی کی شہادت رد کر دی گئی تو بعد ازاں تو پر کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہیں ہوگی۔ مگر بچے اور اعمیٰ کی شہادت بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابل تسلیم ہوتی ہے، جیسا کہ قاعدہ ستاون میں بیان کیا گیا ہے۔

قاعدہ نمبر ۵۹:

“الْمُتَمَتِّعُ عَادَةً كَالْمُتَمَتِّعِ حَقِيقَةً” (متمتع عادی متمتع حقیقی کی مثل ہوتا ہے)

یعنی ایسا امر جو عادتاً متمتع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقتاً متمتع ہوتا ہے۔
مذکورہ قاعدہ کے مطابق امتناع کی دو قسمیں ہیں: (۱) امتناع حقیقی، (۲) امتناع عادی۔

۱۔ امتناع حقیقی کی تعریف:

“اِفْتِنَاعُ الشَّيْءِ ضَرْوَةٌ لِمُخَالَفَتِهِ لِلْعَقْلِ”

(کسی شے کا خلاف عقل ہونے کے سبب باضروۃ متمتع ہونا امتناع حقیقی

کہلاتا ہے)۔

مثلاً کسی شخص نے ایسے آدمی کے متعلق اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو

تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقتاً باطل ہوگا۔

۲۔ امتناع عادی کی تعریف:

“اِفْتِنَاعُ الشَّيْءِ بِمُحْكَمِ الْعَادَةِ فَقَطْ”

ہو کہ وہاں رہنے والے بھی آگاہ نہ ہوں کہ کب سے یہ پانی اس جگہ سے گزر کر جاتا ہے، تو پھر پڑوسی کیلئے اسے روکنے کا اختیار نہیں بلکہ اسے اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائیگا۔ کیونکہ:

”يَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيمِ عَلَى قَدِيمِهِ“

(قدیم کو اپنے قدم پر برقرار رکھنا واجب ہوتا ہے)۔

۲۔ اگر کسی مکان کا میزاب (پرناہ) کسی خاص راستے میں نصب ہو اگر وہ قدیمی ہے تو اسے رہنے دیا جائے گا اور اگر نیا لگایا گیا ہو تو اسے اکھیڑنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اور اگر اس کی حالت مجہول ہو یعنی اس کے قدیمی یا نیا ہونے کا علم نہ ہو تو پھر اگر وہ شارع عام میں نصب ہے تو امام وقت اسے اکھیڑنے پر مجبور کر سکتا ہے، اور اگر شارع عام میں نہیں تو اسے اکھیڑنے کی کسی کے لئے اجازت نہیں۔ (رد المحتار)

۳۔ اگر کسی آدمی کے دو مکان ہوں ایک کا پانی دوسرے کی حدود سے گزر کر جاتا ہو۔ پھر اس نے وہ دوسرا مکان فروخت کر دیا اور بعد میں مشتری نے بائع کو پانی کی سمت بدلنے کو کہا تو اس میں فقیہ ابو الیث کا قول یہ ہے کہ اگر پانی کی وہ گزرگاہ قدیمی ہو تو اسے اپنی حالت پر باقی رکھا جائے گا بشرطیکہ مشتری نے بیع کے وقت اسے بدلنے کی شرط نہ لگائی ہو بصورت دیگر اسے تبدیل کر دیا جائے گا۔

۴۔ اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور پڑوسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے رہا ہو تو دیوار کو اپنے قدیمی محل پر برقرار رکھنے کے لئے اس کی ضد مانع نہیں ہو سکتی بلکہ اسے بالجبر ایسا کہنا درست ہے کہ یا دیوار کی مرمت کرا دیا پھر گھر میں داخل ہونے کی اجازت فراہم کر دو۔

قاعدہ نمبر ۶۱:

”الْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَعُوٌّ وَ فِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ“

(حاضر شے میں وصف لعو ہوتا ہے اور غائب میں معتبر ہوتا ہے)۔

وہ عقود جن کی تعریف ”مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالْمَالِ“ (مال کا تبادلہ مال کے عوض کرنا) کی گئی

ہے ان کے صحیح ہونے کے لئے بدل اور عوض کی پہچان شرط ہے۔ مثلاً بیع اور اجارہ وغیرہ۔ بدل کی پہچان مختلف ذرائع سے ہو سکتی ہے۔ مثلاً اشارہ سے، اس کا ذاتی نام لینے سے یا ایسا وصف بیان کرنے سے جو اسے دیگر اشیاء سے ممتاز کر رہا ہو۔

اگر بدل اور عوض محل عقد میں موجود ہو تو اس کی پہچان اشارہ سے ہوتی ہے اور اگر محل عقد میں موجود نہ ہو، تو پھر اس کی معرفت ذاتی علم یا ایسا وصف بیان کرنے سے ہوتی ہے جو اسے دیگر چیزوں سے تمیز دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ایسی اشیاء جن کی جنس ایک ہو ان کی پہچان تسمیہ اور وصف کی نسبت اشارہ سے زیادہ بلیغ اور اولیٰ ہوتی ہے مگر اس کے برعکس وہ اشیاء جن کی اجناس مختلف ہوں ان کی معرفت اشارہ کی نسبت تسمیہ اور وصف سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ لہذا جب ایک ہی بدل میں اشارہ اور تسمیہ جمع ہو جائیں اور بدل مشار الیہ اور بدل مسمیٰ ایک جنس سے متعلق ہوں مگر وصف دونوں کا مختلف ہو یعنی بدل مشار الیہ کا وصف اور بدل مسمیٰ کا اور، تو اس صورت میں وصف لغو ہو جائے گا اور اشارہ معتبر ہوگا اور بیع منعقد ہو جائے گی۔

مثلاً کسی نے سرخ گھوڑا بیچنے کا ارادہ کیا اور اسے مجلس عقد میں حاضر کر دیا مگر عقد میں ایجاب ان الفاظ سے کیا ”بِعْتَمَكَ هَذَا الْفَرَسَ الْأَسْوَدَ بِالْأَلْب“ (میں نے یہ سیاہ گھوڑا تجھے ہزار کے عوض فروخت کیا) اور مشتری نے اسے قبول کرتے ہوئے کہا ”قَبِلْتُ“ (میں نے قبول کر لیا) تو یہ عقد صحیح ہوگی۔ اگرچہ وصف مختلف ہے مگر اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً کسی نے گھینڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے فروخت کیا اور یہ کہا کہ یہ یا قوت ہے مگر حقیقت میں وہ شیشہ ظاہر ہوا اگرچہ یہاں بھی اشارہ اور تسمیہ جمع ہیں مگر جنس مختلف ہونے کے سبب بیع باطل ہوگی۔ (الاشاہ والنظار)

اور الدر الدلتیٰ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جنس مختلف ہونے کی صورت میں مسمیٰ کا اعتبار تب ہوگا جب بائع اور مشتری دونوں یہ نہ جانتے ہوں کہ مشار الیہ جنس مسمیٰ کے خلاف ہے اور اگر دونوں اس سے آگاہ ہوں تو پھر اعتبار مشار الیہ کا ہوگا۔

مثلاً کسی نے کہا ”بِعْتُ مِنْكَ هَذِهِ الْبُقْرَةَ“ (میں نے تجھے یہ گائے فروخت کی) اور اس کے ساتھ اس بکری کی جانب اشارہ کیا جو ان دونوں کے سامنے موجود تھی تو مشار الیہ کا اعتبار

کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔

اور اگر بیع مشار الیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔

مثالیں:

۱۔ مثلاً اگر کسی نے ایسے گھوڑے کی بیع کی جو مجلس عقد میں موجود نہیں تھا اور بیع کے وقت اس کا رنگ سرخ بیان کیا جبکہ فی الحقیقت اس کا رنگ سیاہ نکلا تو یہ بیع منعقد نہیں ہوگی کیونکہ جس وصف کے ساتھ بیع کی گئی تھی وہ ثابت نہیں ہوا۔ لیکن اس میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ بیع منعقد تو ہو جائے گی مگر لازم نہیں ہوگی بلکہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسے لے لے اور اگر چاہے تو نہ لے۔

۲۔ اگر رات کے وقت کسی نے گھینہ بیچا اور کہا یہ یا قوت احمر ہے لیکن جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا یہ تو یا قوت اصفر (پیلے رنگ کا یا قوت) ہے تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا خیاری کی یہ قسم خیاری وصف کہلاتی ہے۔

قاعدہ نمبر ۶۲:

”تَبْدُلُ سَبَبِ الْمَلِكِ قَائِمٌ مَّقَامَ تَبْدُلِ الذَّاتِ“

(سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہوتا ہے)

مثالیں:

۱۔ اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اپنے باپ کی میراث کا مالک ہے مگر جب اپنے دعویٰ پر بیعت پیش کئے تو انہوں نے شہادت یہ دی کہ یہ ماں کی جانب سے اس کا وارث ہے تو یہ شہادت دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل تسلیم نہیں ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت باہم موافق نہیں تو چونکہ شہادت نے سبب ملکیت تبدیل کر دیا ہے، اور یہ ذات ملکیت کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہوتا ہے اس لئے بنیادی دعویٰ باطل ہو جائے گا۔

۲۔ اگر موہوب لہ کے پاس موہوبہ شے تبدیل ہو جائے تو واہب کے لئے بہہ سے رجوع کا حق

ایک ہزار روپے درج ہوں مگر ان کا سبب درج نہ ہو اور دونوں کا اعتراف کیا ہے اس لئے مجموعی طور پر دو ہزار روپے واجب الادا ہوں گے اور اس کے مقابلہ میں اس کا یہ قول قابل تسلیم نہیں ہوگا کہ اس کے ذمہ صرف ایک ہزار روپیہ واجب الادا ہے اور دوسری سند میں درج شدہ رقم زائد ہے۔ کیونکہ سند کا تبدیل ہونا ہی سب کی تبدیلی کے قائم مقام ہوتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر)
 قاعدہ نمبر ۲۳:

”مَنْ سَعَى فِي نَقْضِ مَا تَمَّ مِنْ جِهَتِهِ فَسَعْيُهُ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ“
 (جس نے اس عقد کو توڑنے کی کوشش کی جو اس کی اپنی جانب سے مکمل ہوئی تو اس کی وہ کوشش رد کر دی جائے گی)۔

یعنی اگر ایک آدمی خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا ہو اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد وہ خود ہی اسے توڑنے کے درپے ہو جائے تو اس کی وہ کوشش سنی لا حاصل ثابت ہوگی اور قطعاً اس عقد کے خلاف اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

مثالیں:

۱۔ کسی نے اپنی زمین فروخت کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل مقرر کیا اور اس نے زمین بیچ دی مگر بیچ کی تکمیل کے بعد وکیل نے بنفسہ اس پر دعویٰ شفعہ دائر کر دیا تو اس کا یہ دعویٰ قطعاً قابل تسلیم نہیں ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ اس نے وہ عقد توڑنے کی کوشش کی ہے جس کی تکمیل اس نے بذات خود کی ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ مردود ہوگا۔ جیسا کہ حاشیہ کنز میں موجود ہے:

”لَا شُفْعَةَ لِلَّذِي بَاعَ بِالْوَكَالَةِ بَأَن كَانَ الشَّفِيعُ وَكَيْلًا لِبَائِعِ الدَّارِ
 الْمَشْفُوعَةِ لِأَنَّهُ مُؤَكَّلٌ بِاتِّمَامِ الْبَيْعِ وَفِي أُخْرَاهُ بِالشَّفْعَةِ نَقْضُ مَا
 وَكَّلَ بِاتِّمَامِهِ“ (کنز الدقائق، ص ۴۰۵)

۲۔ کسی نے مکان خریدا اور قیمت ادا کرنے کے لئے کسی دوسرے کو اپنا ضامن بنایا عقد مکمل ہونے کے بعد اگر ضامن نے اس کے خلاف شفعہ کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ باطل ہوگا کیونکہ اس عقد کی تکمیل اسی کے سبب ہوئی گویا مشتری کی ضمانت اٹھا کر اس نے بنفسہ اس کے لئے مکان حاصل کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کنز میں ہے: